از عدالت الاعظمیٰ

شری منالال و دیگر

بنام

کلکٹر آف جھلاور و دیگر

(بی۔ پی۔ سنہا، سی۔ جے، ایس۔ کے۔ داس، اے۔ کے۔ سرکار، این۔ راجا گوپال آیانگر اور جے۔ ایل۔ مدھولکر، جسٹسز)

عوامی مطالبہ۔ جھلاو اسٹیٹ بینک کا قرضہ۔ معاہدے کے تحت ریاست متحدہ راجستھان کو منتقل کردہ اثاثے، جو بعد میں ریاست راجستھان میں منتقل ہوئے۔ اگر عوامی مطالبہ کے طور پر وصولی کے قابل ہو۔ سٹرٹیفکیٹ کے تقاضے، اگر حکومت کی وجہ سے قرضوں پر لاگو ہوتے ہیں۔ بطور بینکر حکومت کو خصوصی سہولیات، چاہے امتیازی ہو۔ آئین ہند، آرٹیکل 14۔ راجستھان پبلک ڈیمانڈز ریکوری ایکٹ، 1952 (راجستھان V آف 1952)، دفعہ 4۔

جھلاور اسٹیٹ بینک اصل میں ایک بینک تھا جس کا تعلق حکمران ریاست جھلاور سے تھا اور اس کے اثاثے، جس میں اس کی واجب الادا رقم بھی شامل تھی، جھلاور کے حکمران کے ذریعے دوسرے حکمرانوں کے ساتھ کیے گئے معاہدے کے تحت ریاست متحدہ راجستھان میں شامل ہو گئے جس کے ذریعے ریاست متحدہ راجستھان تشکیل دی گئی تھی۔ ہندوستان کے آئین کے نفاذ پر، متحدہ ریاست راجستھان ہندوستانی یونین میں ریاست راجستھان بن گئی اور اس کے تمام اثاثے، بشمول جھالوار اسٹیٹ بینک اور اس کے واجبات، ریاست راجستھان میں شامل تھے۔

جھلاور اسٹیٹ بینک کی طرف سے اپیل گزاروں کی طرف سے ان کو دی گئی پیشگی رقم کے سلسلے میں واجب الادا رقم، جب یہ حکمران ریاست جھلاور سے تعلق رکھتا تھا، راجستھان پبلک ڈیمانڈز ریکوری ایکٹ،

1952 کے تحت عوامی مطالبے کے طور پر، بینک کے اس میں شامل ہونے کے بعد ریاست راجستھان کی طرف سے وصول کی جا سکتی تھی۔راجستھان پبلک ڈیمانڈز ریکوری ایکٹ میں تجویز کردہ فارم، جس میں ایکٹ کے تحت عوامی مطالبات کی وصولی کے لیے کارروائی شروع کرنے کے لیے ایکٹ کی دفعہ 4 کے تحت ایک سرٹیفکیٹ تیار اور فائل کرنا ہوتا ہے جہاں تک اس کے لیے ایک بیان کی ضرورت ہوتی ہے جس مدت کے لیے عوامی مطالبہ واجب الادا ہے، حکومت کے واجب الادا قرض جیسے عوامی مطالبے پر لاگو نہیں ہوتا تھا جس کے سلسلے میں کسی بھی مدت کا کوئی سوال نہیں ہے جس کے لیے یہ واجب الادا ہے۔

راجستھان پبلک ڈیمانڈز ریکوری ایکٹ نے آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی نہیں کی کیونکہ حکومت کو بطور بینکر بینک کے واجبات کی وصولی کے لیے خصوصی سہولت فراہم کی گئی ہے، اس مقصد کے لیے حکومت کو قانونی طور پر ایک علیحدہ طبقے میں رکھا جا سکتا ہے۔

دیوانی اپیل کا حد اختیار : 1957 کی سول اپیل نمبر 88۔

1954 کے ڈی بی سی رٹ پٹیشن نمبر 262 میں راجستھان ہائی کورٹ (جے پور بنچ) کے 18 جنوری 1956 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

اپیل گزاروں کی طرف سے ایس کے کپور اور اونپت رائے۔

جواب دہندگان کے لیے این ایس بندرا اور ڈی گپتا۔

7 دسمبر 1960۔عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا۔

جسٹس سرکار_ اپیل کنندگان جھلاور کے تاجر ہیں۔جواب دہندہ نمبر 1، جھلاور کے کلکٹر نے اپیل گزاروں کو راجستھان پبلک ڈیمانڈز ریکوری ایکٹ، 1952 کی دفعہ 6 کے تحت ایک نوٹس جاری کیا، جسے بعد میں ایکٹ کہا جاتا ہے، تاکہ عوامی مطالبے کے طور پر ان سے رقم کی وصولی کے لیے، ان کے ذریعے جھلاور اسٹیٹ بینک سے لیے گئے قرضوں کی وجہ سے واجب الادا کہا گیا۔اپیل گزاروں نے ایکٹ کی دفعہ 8 کے تحت ایک درخواست دائر کی جس میں دیگر چیزوں کے علاوہ یہ دعوی کیا گیا کہ ان سے وصول کی جانے والی رقم عوامی

مطالبہ نہیں تھی۔ایسا لگتا ہے کہ مدعا علیہ نمبر 1 نے اپیل گزاروں سے کہا ہے کہ وہ یہ ثابت کریں کہ یہ عوامی مطالبہ نہیں تھا۔اپیل گزاروں نے مدعا علیہ نمبر 1 کے سامنے مزید کارروائی کیے بغیر، پبلک ڈیمانڈز ریکوری ایکٹ کے تحت کارروائی کو کالعدم قرار دینے والی رٹ کے معاملے کے لیے راجستھان کی ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی۔ ہائی کورٹ نے عرضی کو خارج کر دیا لیکن ایک سند دی کہ یہ مقدمہ اس عدالت میں اپیل کے لیے موزوں ہے۔اس لیے موجودہ اپیل۔

اس اپیل میں صرف یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ کیا جھالوار اسٹیٹ بینک کے واجب الادا کسی قرض کو عوامی مطالبے کے طور پر وصول کیا جا سکتا ہے۔ایکٹ کے معنی میں "عوامی مطالبہ "" کوئی بھی رقم ہے جو حکومت یا کسی محکمے یا حکومت کے کسی افسر کو تحریری دستاویز یا معاہدے کے تحت یا اس کے مطابق ادا کی جائے۔" یہاں حکومت کا مطلب ہے کہ اس ایکٹ کے لیے حکومت راجستھان کو 1952 میں راجستھان ریاستی مقنّنہ نے منظور کیا تھا۔ان کا سوال یہ ہے کہ کیا جھالوار اسٹیٹ بینک کی واجب الادا رقم حکومت راجستھان کو قابل ادائیگی ہے۔

اب جھلوار اسٹیٹ بینک 1932 میں شروع کیا گیا تھا۔اس وقت جھلوار ایک حکمران ریاست تھی۔اپریل 1948 میں یا اس کے آس پاس کسی وقت ریاست جھالوار نے راجپوتانہ کی نو دیگر حکمران ریاستوں کے ساتھ مل کر ان ریاستوں کے حکمرانوں کے ذریعے نافذ کردہ عہد نامے کے تحت متحدہ ریاست راجستھان کو ضم اور تشکیل دیا۔اس عہد نامے کے مضامین میں سے ایک میں کہا گیا ہے،" معاہدہ کرنے والی ریاستوں کے تمام اثاثے اور واجبات ریاست ہائے متحدہ کے اثاثے اور واجبات ہوں گے۔"اس کے بعد 30 مارچ 1949 کو بیکانیر، جے پور، جیسلمیر اور جودھ پور کی ریاستیں ریاست متحدہ راجستھان میں شامل ہو گئیں۔ ہندوستان کے آئین کے نفاذ پر، متحدہ ریاست راجستھان ہندوستانی یونین میں پارٹ بی ریاست بن گئی۔پچھلی حکمران ریاست جھلاور کے اثاثے، جو پہلے متحدہ ریاست راجستھان میں تھے، اس کے بعد ہندوستانی یونین میں ریاست راجستھان کو منتقل ہو گئے اور منتقل ہو گئے۔اپیل گزاروں کے خلاف ایکٹ کے تحت کارروائی ایکٹ کی دفعہ 3 کے تحت جواب دہندگان نمبر 2 اور 3، جو بالترتیب ٹریژری آفیسر، جھلاور اور ریکوری آفیسر، جھلاور اسٹیٹ بینک ہیں، کی طرف سے جواب دہندگان نمبر 1 کے ساتھ استدعا دائر کرنے سے شروع کی گئی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ پہلے مذکور رقم اپیل گزاروں کی طرف سے حکومت راجستھان کو ان کے خلاف جھلاور اسٹیٹ بینک کے دعووں کے سلسلے میں واجب الادا تھی۔ یہ غالباً 16 جون 1953 سے کچھ عرصہ پہلے کیا گیا تھا، جس تاریخ کو مدعا علیہ نمبر 1 نے ایک سٹیفکیٹ پر دستخط کیے تھے جس میں مطالبے کی رقم

اور کچھ دیگر تفصیلات بیان کی گئی تھیں اور اسے ایکٹ کی دفعہ 4 کے تحت اپنے دفتر میں دائر کیا تھا۔ ایکٹ کی دفعہ 6 کے تحت اپیل گزاروں کو سرٹیفکیٹ پر دستخط کرنے اور فائل کرنے کا نوٹس جاری کیا گیا تھا۔ اس نوٹس اور اس کے بعد کی کارروائی کا حوالہ اس فیصلے کے آغاز میں دیا گیا ہے۔

اس طرح دعوی جھالوار اسٹیٹ بینک کے واجب الادا پیسوں کے حوالے سے ہے۔ اگر وہ بینک ریاست جھلاور کی ملکیت نہیں تھا، تو اس کے واجبات کو یقینی طور پر موجودہ ریاست راجستھان میں ضم نہیں کہا جا سکتا۔ اپیل گزاروں نے پہلے دلیل دی کہ جھالوار اسٹیٹ بینک ریاست جھالوار کی ملکیت نہیں ہے۔ اس دلیل کی حمایت میں اپیل گزاروں کی طرف سے ہمیں جس واحد مواد کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بینک کے سلسلے میں جھالوار کے حکمران کی طرف سے بنائے گئے کچھ اصول ہیں۔ اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ قواعد سے پتہ چلتا ہے کہ بینک کسی بھی دوسرے تجارتی ادارے کی طرح ہے۔ ہم اس بات سے اتفاق نہیں کر سکتے کہ اس وجہ سے یہ ریاست سے تعلق رکھنے والا ادارہ نہیں ہوسکتا۔ جھالوار ریاست کو تجارتی کام کرنے سے روکنے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔ اگر اس نے ایسا کیا تو اس ادارے کے اثاثے ریاست کے ہوں گے اور، پہلے بیان کردہ حالات میں، اب اسے ریاست راجستھان میں شامل ہونا ضروری ہے۔

یہ بھی کہا گیا کہ قواعد سے پتہ چلتا ہے کہ بینک کا انتظام ایک بورڈ کے ہاتھ میں ہوتا ہے جس کے کچھ غیر اہلکار ممبر ہوتے ہیں۔ یہ دعوی کیا گیا کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینک ریاست کی ملکیت نہیں تھا۔ تاہم، قوانین سے یہ واضح ہے کہ بینک بورڈ کی ملکیت نہیں تھا۔ ایک بار پھر، بورڈ کی تشکیل وقتا فوقتا حکمران کے ذریعے کی جاتی تھی اور اس کے اراکین کی اکثریت ریاست کے افسران ہوتے تھے۔ یہ ظاہر کرے گا کہ حکمران ایک ریاستی ادارے کے طور پر بینک کے انتظام کے مکمل کنٹرول میں تھا۔ یہ سچ ہے کہ قوانین اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ بینک اس کے ذریعے یا اس کے ساتھ کیے گئے لین دین کے سلسلے میں مقدمہ کر سکتا ہے یا اس پر مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔ تاہم، اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ بینک کی ایک الگ شناخت تھی۔

اس سلسلے میں قوانین صرف اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ریاست کے بینکنگ کاروبار کے ذریعے یا اس کے خلاف کس نام کے مقدمے لائے جا سکتے ہیں۔ دوسری طرف، یہ بالکل واضح ہے کہ بینک کا سرمایہ صرف ریاست جھالوار کے فنڈز سے حاصل کیا گیا تھا۔ اس کا کوئی حصہ کسی اور نے نہیں دیا تھا۔ بینک کے مقاصد میں سے ایک ریاست کے اضافی فنڈز کی سرمایہ کاری کرنا تھا۔ بینک کے کاروبار کا پورا لین دین حکمران کے حتمی کنٹرول میں تھا۔ جھالوار ریاست نے بینک کی مالی واجبات کی ضمانت دی۔ "جھلاور اسٹیٹ بینک" کا نام بھی اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس ادارے کا تعلق ریاست جھلاور سے تھا۔ 1948 میں

ریاست متحدہ راجستھان کے قیام کے وقت کے قریب چیف ایگزیکٹو آفیسر جھلاور نے ایک عوامی نوٹیفکیشن جاری کیا جس میں عہدنامے کے اس آرٹیکل کا حوالہ دینے کے بعد جس میں کہا گیا تھا کہ معاہدہ کرنے والی ریاستوں کے اثاثے اور واجبات ریاست متحدہ کے اثاثے اور واجبات ہوں گے، انہوں نے یہ بیان کیا کہ اس آرٹیکل کی بنا پر، نئی ریاست کے قیام پر، ریاست جھلاور یا اسٹیٹ بینک کے مختلف محکموں کے ساتھ موجودہ لین دین کی ذمہ داری اور ضمانت نوتشکیل شدہ ریاست متحدہ راجاس تھان کی ہوگی۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جھلوار اسٹیٹ بینک کے اثاثوں کو تمام متعلقہ افراد سابق ریاست جھلوار کے اثاثوں کے طور پر استعمال کر رہے تھے، جو ریاست متحدہ کے قیام کے بعد بعد کی ریاست میں شامل تھی۔مزید یہ کہ جھالوار اسٹیٹ بینک کے اثاثوں پر کسی اور نے کبھی کوئی دعوی نہیں کیا ہے۔اس لیے یہ بلاشبہ واضح ہے کہ جھلوار اسٹیٹ بینک ریاست جھلوار کے اثاثوں میں سے ایک تھا اور اب ریاست راجستھان میں شامل ہے۔

اپیل گزاروں کی طرف سے دلیل دی گئی دوسری بات یہ ہے کہ جھالوار اسٹیٹ بینک کے واجبات کو کسی بھی صورت میں حکومت راجستھان نے کچھ نوٹیفکیشن کے تحت بینک آف راجستھان لمیٹڈ کو منتقل کر دیا ہے جس کا ہم فی الحال حوالہ دیں گے۔یہ کہا جاتا ہے کہ بینک آف راجستھان لمیٹڈ، جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ ایک محدود کمپنی ہے جس کا آزاد وجود ہے اور یہ ریاست راجستھان کی حکومت کا محکمہ نہیں ہے۔یہ بھی دعوی کیا جاتا ہے کہ یہ استیمال قانون کے تحت کارروائی شروع ہونے سے پہلے ہوا تھا۔لہذا، یہ کہا جاتا ہے کہ ان کارروائیوں کے آغاز پر، جھولاور اسٹیٹ بینک کی وجہ سے اپیل گزاروں کی طرف سے دعوی کی گئی رقم، ایکٹ کے معنی میں عوامی مطالبہ نہیں تھی۔

یہ تنازعہ جو نوٹیفکیشن پر مبنی ہے، جس کا پہلے ذکر کیا گیا ہے، ہمیں اچھی طرح سے مبنی نہیں لگتا ہے۔ہم موجودہ مقصد کے لیے فرض کریں گے کہ بینک آف راجستھان لمیٹڈ ریاست راجستھان کی حکومت کا محکمہ نہیں ہے۔سوال یہ ہے کہ کیا ان نوٹیفکیشنز کا اثر، جو تعداد میں دو تھے، جھلوار اسٹیٹ بینک کے واجبات کو بینک آف راجستھان لمیٹڈ میں ڈالنا تھا۔پہلا نوٹیفکیشن 15 فروری 1951 کا ہے۔اس میں کہا گیا ہے کہ ریاست راجستھان کی حکومت نے جھلوار اسٹیٹ بینک کو بینک آف راجستھان لمیٹڈ میں منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔یہ دعوی کیا گیا کہ اس نوٹیفکیشن کے ذریعے جھلواڑ اسٹیٹ بینک کے اثاثے بینک آف راجستھان لمیٹڈ کو منتقل کر دیے گئے۔ہمیں نہیں لگتا کہ یہ اس نوٹیفکیشن کا اثر تھا۔اس میں دو بہت اہم دفعات تھیں جو ہم نے ذیل میں بیان کی ہیں:

"اسٹیٹ بینکوں کے تمام قرض دہندگان، خواہ وہ قرض کی قسم، زمرہ اور نوعیت سے قطع نظر ہوں، کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس نوٹس کی اشاعت کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر وہ مذکورہ اسٹیٹ بینکوں کے کھاتوں کو صاف کر دیں جو صرف پرانے کھاتوں کو صاف کرنے کے لیے کام کرتے رہیں گے، اور اس کے بعد ان کے ضمانتوں والے کھاتے خود بخود بینک آف راجستھان لمیٹڈ میں منتقل ہو جائیں گے، جو ضروری وصولی اور کھاتوں کے تصفیے کے لیے ریاست کی طرف سے مجاز ہوں گے۔

بینک آف راجستھان لمیٹڈ کو ان قرضوں کی منتقلی، کسی بھی صورت میں، اس موروثی حق کو ختم نہیں کرے گی جو راجستھان حکومت، متعلقہ کنونٹنگ ریاستوں کی ضمانت پر کیے گئے ان مختلف لین دین میں موجودہ قواعد یا قوانین کے مطابق وصولی اور کھاتوں کا تصفیہ کرنے کے لیے رکھتی ہے جو اس کے بعد ریاستی واجبات یا ریاستی قرضوں کی وصولی کے لیے کیے جا سکتے ہیں۔

"ان دفعات سے یہ واضح ہے کہ بینک آف راجستھان لمیٹڈ کو "ریاست کی جانب سے" یعنی ریاست راجستھان کی حکومت کو جھلاوراسٹیٹ بینک کی واجب الادا رقم کی وصولی کا اختیار دیا جا رہا تھا۔ بینک آف راجستھان لمیٹڈ کو مؤخر الذکر بینک کی منتقلی اس اہلیت کے تابع ہونی تھی کہ اس کے واجبات ریاست راجستھان کی حکومت کے واجبات رہیں گے اور صرف بینک آف راجستھان لمیٹڈ اس حکومت کے ایجنٹ کے طور پر وصول کرے گا۔ اوپر بیان کردہ آخری پیراگراف اس موقف پر زور دیتا ہے۔ یہ ریاست راجستھان کی حکومت کے اس حق کو محفوظ رکھتا ہے کہ وہ نوٹیفکیشن کی تاریخ کے بعد بنائے جانے والے کسی بھی قانون کے مطابق جھلوار اسٹیٹ بینک سے واجب الادا رقم کی وصولی کرے۔ تب صورتحال یہ ہے کہ اس نوٹیفکیشن کے تحت جھلوار بینک کے واجب الادا قرضوں کو بینک آف راجستھان لمیٹڈ میں منتقل نہیں کیا گیا تھا اور یہ حکومت راجستھان کو قابل ادائیگی رہے۔ دوسرا نوٹیفکیشن 16 اپریل 1952 کا ہے، اور اس میں دہرایا گیا ہے کہ جھالوار اسٹیٹ بینک سمیت پہلے کے نوٹیفکیشن میں مذکور بینکوں کو "بینک آف راجستھان لمیٹڈ میں ضم کر دیا جائے گا"۔ کہا جاتا ہے کہ اس نوٹیفکیشن کا اثر کسی بھی صورت میں پہلے کے نوٹیفکیشن کو منسوخ کرنے کے لیے تھا، جہاں تک کہ مؤخر الذکر نے ریاست کے جھلاوراسٹیٹ بینک کے قرضوں کو وصول کرنے کے اختیار کو محفوظ رکھا۔ ہم مکمل طور پر متفق ہونے سے قاصر ہیں۔ یہ نوٹیفکیشن صرف ریاست راجستھان کی حکومت کے بینک آف راجستھان لمیٹڈ میں نامزد بینکوں کو ضم کرنے کے ارادے کا اعادہ کرتا ہے۔ یہ خاص طور پر ان بینکوں کے واجبات یا ان کی وصولی کے بارے میں کچھ نہیں کہتا ہے، جس کے حوالے سے، اس لیے، پچھلے نوٹیفکیشن کی دفعات کا اثر ہونا چاہیے۔ مزید برآں، یہ ظاہر کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے کہ جھالوار اسٹیٹ بینک کے

واجب الادا قرضے کسی بھی دستاویز کے ذریعے خاص طور پر بینک آف راجستھان لمیٹڈ کو منتقل کیے گئے تھے یا اس میں شامل کیے گئے تھے اور اس کے بعد یہ اس کی ملکیت بن گیا۔ ایسا ہونے کی وجہ سے، اس دلیل کی کوئی بنیاد نہیں ہے کہ اپیل کنندگان کے واجب الادا قرضے اب اپنے طور پر بینک آف راجستھان لمیٹڈ کے واجب الادا ہیں۔ اس کے بعد اس طرح کے قرض ریاست راجستھان کی حکومت کے واجب الادا قرضے ہی رہے۔

تیسرا نکتہ یہ تھا کہ اپیل گزاروں کی طرف سے دعوی کی گئی رقم تحریری دستاویز یا معاہدے کے تحت قابل ادائیگی نہیں تھی۔ یہ دلیل مکمل طور پر بے بنیاد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جھولا ور اسٹیٹ بینک نے اپیل گزاروں کو ان کی اپنی درخواستوں پر قرضے دیے تھے۔ ہر درخواست میں اپیل گزاروں نے کہا کہ وہ جھلاور اسٹیٹ بینک سے قرض چاہتے ہیں اور اس میں مذکور شرح پر سود کے ساتھ اسے ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ ان درخواستوں کے ذریعے اپیل گزاروں نے اپنے لیے لیے گئے قرضوں کی واجب الادا ادائیگی کے لیے ضمانت کے طور پر اپنی مختلف جائیدادوں کی قیاس آرائی کرنے کی بھی تجویز پیش کی۔ انہوں نے درخواستوں اور رسیدوں پر دستخط کیے، جن پر قرض کی منظوری کے نشان کے طور پر بینک کے افسران کے دستخط بھی تھے۔ ہمارے خیال میں، اپیل گزاروں کی طرف سے قابل ادائیگی رقم ان درخواستوں اور رسیدوں کے تحت قابل ادائیگی تھی اور اس لیے تحریری آلات یا معاہدوں کے تحت قابل ادائیگی تھی۔ اس بات پر زور دیا گیا کہ ہر معاملے میں دو دستاویزات موجود ہیں، یعنی اپیل گزاروں کی درخواست اور ان کے دستخط شدہ پیشگی رقم کی رسید، جبکہ ایکٹ میں بیان کردہ عوامی مطالبے کے لیے ایک دستاویز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس دلیل کے حوالے سے یہ کہنا کافی ہے کہ ایکٹ میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ رقم ایک ہی دستاویز کے تحت واجب الادا ہوگی۔ یہ اچھی طرح سے جانا جاتا ہے کہ قانون میں ایک واحد میں جمع شامل ہوتا ہے۔ کسی بھی صورت میں، دونوں دستاویزات فریقین کے درمیان تحریری معاہدے کی تشکیل کرتی ہیں اور یہ ایکٹ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کافی ہے، چاہے اپیل گزاروں کے تجویز کردہ طریقے سے ہی پڑھا جائے۔

چوتھا نقطہ پیش کیا گیا کہ ایکٹ کے تحت سرٹیفکیٹ عیب دار تھا اور اس وجہ سے کارروائی کالعدم تھی۔ ایکٹ کے سیکشن 4 میں کہا گیا ہے کہ سرٹیفکیٹ مقررہ فارم میں ہو۔ فارم میں بیان کی جانے والی تفصیلات میں سے ایک یہ ہے کہ جس مدت کے لیے مطالبہ واجب تھا اس کی وضاحت کی جانی چاہیے۔ موجودہ معاملے میں سرٹیفکیٹ میں اس مدت کی وضاحت نہیں کی گئی تھی۔ تاہم ہمیں ایسا لگتا ہے کہ یہ کوئی عیب نہیں ہے۔ واجب الادا قرضوں کی صورت میں، کسی بھی مدت کا کوئی سوال نہیں ہے جس کے لیے مطالبہ واجب الادا ہے۔ ظاہر ہے، مدت کی وضاحت کے بارے میں تقاضے کا اطلاق اس جگہ پر ہوتا تھا جہاں مطالبہ محصول یا کرایہ یا اس طرح کے دعوے

پر مشتمل ہوتا ہے، جو ایک مدت کے لیے واجب الادا ہو سکتا ہے۔ ہمارے لیے یہ واضح ہے کہ اس مدت کو بیان کرنے کی ضرورت جس کے لیے مطالبہ واجب ہے، جیسا کہ مقررہ فارم سے ظاہر ہوتا ہے، حکومت کے واجب الادا قرض کی صورت میں پیدا نہیں ہوتا ہے جو کہ ایکٹ کے اندر عوامی مطالبہ ہے اور ایسی صورت میں مدت بیان کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیے سرٹیفکیٹ عیب دار نہیں تھا۔ آخری نقطہ یہ تھا کہ جہاں تک ایکٹ حکومت کو اس کی تجارتی سرگرمیوں کے سلسلے میں عوامی مطالبے کے ذریعے رقم وصول کرنے کے قابل بناتا ہے، یہ آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ قانون واجب الادا رقم کی وصولی کے سلسلے میں دوسرے بینکروں اور حکومت کے درمیان بطور بینکر فرق کرتا ہے۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ حکومت کو، یہاں تک کہ ایک بینکر کے طور پر بھی، قانونی طور پر ایک علیحدہ طبقے میں رکھا جا سکتا ہے۔ کسی ریاست کی حکومت کے واجبات ریاست کے تمام لوگوں کے واجبات ہوتے ہیں۔ یہ حیثیت ہونے کے ناطے، اس طرح کے واجبات کی وصولی کے لیے خصوصی سہولت دینے والے قانون کو کسی بھی صورت میں آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی نہیں کہا جا سکتا۔

اب ہم نے اس اپیل میں اٹھائے گئے تمام نکات پر تبادلہ خیال کیا ہے اور پہلے بیان کردہ وجوہات کی بنا پر ان میں سے کسی میں بھی اہلیت تلاش کرنے سے قاصر ہیں۔ نتیجے میں ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اپیل گزاروں کی طرف سے دعوی کی گئی رقم ایکٹ کے معنی میں ایک عوامی مطالبہ تھی اور متنازعہ کارروائی کے ذریعے قانونی طور پر وصولی کے قابل تھی۔ اس لیے اس اپیل کو اخراجات کے ساتھ خارج کیا جانا چاہیے اور ہم اسی کے مطابق حکم دیتے ہیں۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.04.02 12:22
I attest to the accuracy and
integrity of this document